OPEN ACCESS

Al-Marjān Research Journal

Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Allusive Dimensions of Selected Hadiths in Mishkat al-Masabih: An Analytical Study in the Light of Mulla Ali Qari's Mirqat Al-Mafatih

مشکاۃ المصابیح کی منتخب احادیثِ مبارکہ کے اشاری مفاہیم: 'مرقاۃ المفاتیح' کے خصوصی تناظر میں ایک علمی مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Ilyas Ahmad** (Corresponding Author)
   Lecturer, Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University (SBBU), Sheringal, Dir Upper, KP, Pakistan.
   Email: **ilyasahmad99@gmail.com**
2. **Dr. Sar Zamin Khan**
   Theology Teacher, Govt. High School Meena, Malakand, KP, Pakistan.
   Email: sarzamin.mscr404@iiu.edu.pk
3. **Dr. Atiqullah**
   Lecturer, Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University (SBBU), Sheringal, Dir Upper, KP, Pakistan.
   Email: atiqullah@sbbu.edu.pk

Citation

Ahmad, Dr. Ilyas, Dr. Sar Zamin Khan, and Dr. Atiqullah." The Allusive Dimensions of Selected Hadiths in Mishkat al-Masabih: An Analytical Study in the Light of Mulla Ali Qari's Mirqat Al-Mafatih. "*Al-Marjān Research Journal* 4, no.1, Jan-Mar (2026): 201– 215.

Submission Timeline

Received: Dec 17, 2025
Revised: Dec 29, 2025
Accepted: Jan 10, 2026
Published Online: Jan 19, 2026

Publication & Ethics Statement

Al-Marjān Research Journal

Article QR

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.

This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

ASIAN DIGITAL LIBRARY · INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL · ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE · HJRS HEC Journal Recognition System · DRJI Directory of Research Journal Indexing

The Allusive Dimensions of Selected Hadiths in Mishkat al-Masabih: An Analytical Study in the Light of Mulla Ali Qari's Mirqat Al-Mafatih

مشکاۃ المصابیح کی منتخب احادیثِ مبارکہ کے اشاری مفاہیم: 'مرقاۃ المفاتیح' کے خصوصی تناظر میں ایک علمی مطالعہ

☆ ڈاکٹر الیاس احمد ☆ ڈاکٹر سرزمین خان ☆ ڈاکٹر عتیق اللہ

Abstract

This research paper presents a specialized analytical study of the Allusive Dimensions (Ishari dimensions) of selected Hadiths from various chapters of Mishkat Al-Masabih, focusing on the profound scholarly contribution of Mulla Ali Qari in his renowned commentary, Mirqat Al-Mafatih. The primary objective is to deconstruct the spiritual subtleties and esoteric dimensions embedded within the literal expressions of prophetic traditions across diverse thematic areas such as faith, knowledge, worship, and social conduct. The study demonstrates that Mulla Ali Qari systematically employs linguistic etymology, metaphorical symbolism, and spiritual correspondences as methodological tools to elevate prophetic teachings from physical observations to spiritual stations (Maqamat) and essential instruments for the purification of the heart (Tazkiyah). The findings highlight a sophisticated ontological harmony between the external law (Sharia) and the internal reality (Haqiqah), reflecting the multifaceted depth and transformative power of the Sunnah. This investigation provides a comprehensive academic framework for understanding the holistic spiritual significance of Hadith literature.

Keywords: Mishkat Al-Masabih, Mirqat Al-Mafatih, Mulla Ali Qari, Allusive Dimensions, Spiritual Stations, Esoteric Dimensions, Purification of the Heart, Islamic Thought

تعارفِ موضوع

زیرِ نظر مقالہ "مشکاۃ المصابیح" کے متنوع ابواب سے منتخب احادیث کے اشاری مفاہیم کا ایک تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے، جس میں ملا علی قاریؒ کی مایہ ناز شرح "مرقاۃ المفاتیح" کو بنیادی ماخذ کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کا بنیادی مقصد ان روحانی اسرار اور لطیف معارف کو منکشف کرنا ہے جو احادیثِ نبویہ ﷺ کے ظاہری الفاظ کے پسِ پردہ پوشیدہ ہیں۔ مقالے میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ملا علی قاریؒ نے لغوی اشتقاق، تمثیلی علامات اور باطنی مناسبتوں کو بنیاد بنا کر نبوی تعلیمات کو "مقاماتِ سلوک" اور "تزکیہ نفس" کے مؤثر ذرائع کے طور پر پیش کیا ہے۔ نتائجِ تحقیق اس امر کی نشان دہی کرتے ہیں کہ شریعت کے ظاہری ضوابط اور حقیقت کے باطنی جوہر میں ایک گہرا انامیاتی ربط موجود ہے جو کلامِ نبوی ﷺ کی ہمہ جہت معنوی وسعت اور حیات آفرینی کا آئینہ دار ہے۔

☆ لیکچرر، اسلامیات، شہید بینظیر بھٹو یونیورسٹی، شیرنگل، دیر اپر، خیبر پختونخوا، پاکستان۔
☆ تھیالوجی ٹیچر، گورنمنٹ ہائی اسکول مینہ، مالاکنڈ، خیبر پختونخوا، پاکستان۔
☆ لیکچرر، اسلامیات، شہید بینظیر بھٹو یونیورسٹی، شیرنگل، دیر اپر، خیبر پختونخوا، پاکستان۔

مقدمہ اور پس منظر (INTRODUCTION & BACKGROUND)

علمِ حدیث کی تاریخ میں احادیثِ مبارکہ کی تفہیم و تشریح کے متعدد مناہج بروئے کار رہے ہیں۔ محدثینِ کرام نے جہاں متونِ حدیث کی لغوی، فقہی اور کلامی جہات کو اجاگر کیا، وہاں اربابِ بصیرت نے ان الفاظ کے پسِ پردہ پوشیدہ روحانی اسرار اور "اشاری مفاہیم" تک رسائی کو انسانی روح کی بالیدگی کے لیے ناگزیر قرار دیا ہے۔ امام ملا علی قاریؒ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) کا شمار ان عظیم شارحین میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی شاہکار تصنیف 'مرقاۃ المفاتیح' میں شریعت اور حقیقت کے حسین سنگم کو واضح کرتے ہوئے علمِ حدیث کو ایک نیا تحقیقی و روحانی رخ عطا کیا۔

زیرِ نظر مطالعہ اسی قدیم مگر جاوید اس اسلوب کی بازیافت کی ایک علمی کوشش ہے۔ اس تحقیق کی ضرورت اس لیے بھی محسوس کی گئی کہ عصرِ حاضر کے مادی اور خالص عقلی رجحانات کے غلبے میں حدیثِ نبوی ﷺ کے وہ باطنی و روحانی پہلو تشنہ رہ گئے تھے جو تزکیہ نفس اور کمالِ بندگی کا اصل محور ہیں۔ عام طور پر شروحاتِ حدیث میں ظاہری احکام پر توجہ مرکوز رکھی جاتی ہے، مگر ملا علی قاریؒ کا منہج یہ ثابت کرتا ہے کہ حدیثِ نبوی ﷺ کا ہر لفظ محض ایک قانونی ضابطہ نہیں بلکہ ایک ایسی "نورانی علامت" ہے جو سالک کو مقاماتِ سلوک کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

اس مقالے کا بنیادی مقصد 'مشکاۃ المصابیح' کی منتخب احادیث کے ان "اشاری مفاہیم" کو منکشف کرنا ہے جنہیں ملا علی قاریؒ نے اپنی بصیرت سے کشید کیا ہے۔ یہ مطالعہ اس حقیقت کو راسخ کرتا ہے کہ شریعت کے ظاہری ضوابط کی پابندی ہی دراصل وہ راستہ ہے جو حقیقت کے مشاہدے پر ختم ہوتا ہے۔ اس تمہیدی پس منظر کی روشنی میں، یہ مقالہ نہ صرف ملا علی قاریؒ کے منفرد اسلوبِ استنباط کو واضح کرے گا بلکہ دورِ جدید کے فکری چیلنجز کے سامنے حدیثِ مبارکہ کی معنوی آفاقیت کو بھی ثابت کرے گا۔

منہجِ تحقیق (Research Methodology)

اس مطالعے میں موضوع کی نوعیت اور ملا علی قاریؒ کے منفرد اسلوبِ تشریح کو مدنظر رکھتے ہوئے بنیادی طور پر توصیفی و تجزیاتی منہج (Descriptive and Analytical Method) اختیار کیا گیا ہے۔ مقالے کی ترتیب میں مشکاۃ المصابیح کے متنوع ابواب، بشمول ایمانیات، علم، عبادات اور فتن و فضائل سے ایسی منتخب احادیث کو بنیاد بنایا گیا ہے جن کی شرح میں ملا علی قاریؒ نے ظاہری مفاہیم کے ساتھ ساتھ اشاری نکات بھی بیان کیے ہیں۔ تحقیق کے دوران استنباطی طریقہ (Deductive Approach) بروئے کار لاتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ شارح کس طرح حدیث کے لغوی اشتقاق اور نحوی باریکیوں سے عمیق باطنی حقائق اور روحانی مقامات کشید کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں، شریعت اور حقیقت کے نامیاتی ربط کو ثابت کرنے کے لیے تقابلی و ترکیبی مطالعہ بھی کیا گیا ہے، جس میں ضرورت پڑنے پر دیگر شارحینِ حدیث اور اکابرِ صوفیہ کے مآخذ سے استشہاد کیا گیا ہے۔ اس علمی کاوش کا بنیادی ماخذ (Primary Source) ملا علی قاریؒ کی شاہکار تصنیف 'مرقاۃ المفاتیح' ہے، جبکہ ثانوی مآخذ کے طور پر لغت، اصولِ فقہ اور مستند صوفیانہ تفاسیر و شروح سے مدد لی گئی ہے تاکہ نتائجِ تحقیق کو علمی و فنی اعتبار سے مستند اور جامع بنایا جاسکے۔

مبحث اول: اشارہ کی علمی حقیقت اور لغوی تفہیم

لفظ "اشارہ" لغوی طور پر کسی چیز کی طرف ہاتھ، آنکھ یا سر سے توجہ دلانے کے ہیں[1]۔ علمِ کلام اور تصوف کی اصطلاح میں "اشارہ" سے مراد وہ لطیف معانی اور مواجید ہیں جو تلاوتِ قرآن یا سماعتِ حدیث کے وقت صفائے قلب اور یکسوئی کے نتیجے میں اربابِ سلوک کے دلوں پر نقش ہوتے ہیں[2]۔ علامہ ابن قیمؒ کے نزدیک اشارات وہ معانی ہیں جو "وراء الحجاب" (پردے کے پیچھے سے) حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں[3]۔

---

[1] -Al -Kaffawī, Abū al-Baqāʾ al-Ḥanafī, Ayyūb bin Mūsā, *al-Kulliyyāt: Muʿjam fī al-Muṣṭalaḥāt wa-al-Furūq al-Lughawiyyah* (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, n.d.), 1:127.

[2] -Al -Jurjānī, al-Sayyid al-Sharīf ʿAlī bin Muḥammad, *al-Taʿrīfāt* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1983), 1:28.

[3] -Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Muḥammad bin Abī Bakr, *al-Tibyān fī Aqsām al-Qurʾān* (Beirut: Dār al-Maʿrifah, n.d.), 163.

1۔ تفسیرِ اشاری کی قبولیت کی حدود و شرائط

علماءِ امت (مثلاً امام زرقانیؒ اور علامہ ذہبیؒ) نے اشاری معانی کی قبولیت کے لیے کڑی شرائط مقرر کی ہیں تاکہ باطل تاویلات کا سدِباب ہو سکے۔ ان میں اہم ترین شرائط درج ذیل ہیں:

بیان کردہ اشاری معنی نظمِ قرآن اور عربی زبان کے مسلمہ قواعد کے مخالف نہ ہو[4]۔

مفسر یہ دعویٰ نہ کرے کہ نص سے صرف یہی باطنی معنی مراد ہے، بلکہ ظاہری معنی کو اصل تسلیم کرنا لازمی ہے[5]۔

اس اشاری معنی کی تائید کے لیے کوئی شرعی نص بطور شاہد موجود ہو اور اس کا کوئی شرعی معارض (ٹکرانے والی دلیل) موجود نہ ہو[6]۔

2۔ حدیثی اشارات کا معنی و مفہوم

لغوی مفہوم: لغوی اعتبار سے اشارہ کا مفہوم کسی چیز کی طرف رمز یا علامت کے ذریعے رہنمائی کرنا ہے۔ حدیثی اصطلاح میں یہ اس "قدرِ زائد" معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو حدیث کے بنیادی اور ظاہری مفہوم کے علاوہ ہوتا ہے[7]۔

اصطلاحی تعریف: حدیثی اشارہ سے مراد حدیثِ نبوی کی ایسی تشریح ہے جو اس کے ظاہری مفہوم کے خلاف ان پوشیدہ علامات (Hidden Signs) پر مبنی ہو جو اہلِ علم پر غور و فکر کے دوران ظاہر ہوتی ہیں، بشرطیکہ ان باطنی اشارات اور ظاہری معنی کے درمیان علمی تطبیق ممکن ہو[8]۔ یہ منہج شریعت کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہیں ہوتا، بلکہ یہ محض تامل اور گہرے تدبر کا نتیجہ ہوتا ہے[9]۔

پس حدیثی اشارات (Allusive Meanings) سے مراد علمِ حدیث کا وہ لطیف اسلوب ہے جس میں الفاظ کے ظاہری مفہوم کے ساتھ ساتھ ان پوشیدہ معانی اور روحانی حقائق کو بھی واضح کیا جاتا ہے جو اہلِ علم اور اربابِ بصیرت پر غور و فکر کے دوران منکشف ہوتے ہیں[10]۔

3. حدیثی اشارات اور تفسیرِ اشاری کا علمی و منہجی ربط:

حدیثی اشارات اور تفسیرِ اشاری کا باہمی تعلق درحقیقت 'وحدتِ وحی' اور 'کمالِ نبوت' کے تصور پر مبنی ہے۔ جس طرح قرآنِ کریم کے ظاہری الفاظ کے پس پردہ اربابِ حقائق کے لیے اسرار و معارف کے خزانے پوشیدہ ہوتے ہیں، جسے 'تفسیرِ اشاری' کہا جاتا ہے، بالکل اسی طرح احادیثِ نبویہﷺ کے متون بھی اپنے اندر نہایت لطیف اور عمیق اشارات رکھتے ہیں۔ ملا علی قاریؒ کے نزدیک حدیث کا 'ظہر' (ظاہر) وہ مفہوم ہے جو اہلِ علمِ ظاہر کے لیے منکشف ہوتا ہے، جبکہ اس کا 'بطن' (باطن) ان پوشیدہ اسرار کا نام ہے جن پر اللہ تعالیٰ اربابِ بصیرت اور نفوسِ کاملہ کو مطلع فرماتا ہے[11]۔

'مرقاۃ المفاتیح' میں ان حدیثی اشارات کا تفسیری اشارات سے ربط اس طور پر قائم ہوتا ہے کہ شارحِ حدیث کے لغوی اشتقاق، تمثیلی علامات اور باطنی مناسبتوں کو بنیاد بنا کر اسے صوفیانہ احوال و مقامات سے مربوط کر دیتے ہیں، جیسا کہ انہوں نے لفظ 'ادب' کو 'مأدبہ' (روحانی ضیافت) سے جوڑ کر اسے پراگندہ نفوس کی کمالِ معرفت پر جمع آوری کا اشارہ قرار دیا[12]،[13]۔ یہ منہج اس علمی حقیقت کو راسخ کرتا ہے کہ حدیث مبارکہ کی اشاری

---

4 -Al -Zarqānī, Muḥammad ʿAbd al-ʿAẓīm, *Manāhil al-ʿIrfān fī ʿUlūm al-Qurʾān* (Cairo: Maṭbaʿat ʿĪsā al-Bābī al-Ḥalabī, n.d.), 2:88.

5 -Al -Dhahabī, Muḥammad Ḥusayn, *al-Tafsīr wa-al-Mufassirūn* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2012), 2:267.

6 -Al -Shāṭibī, Ibrāhīm bin Mūsā, *al-Muwāfaqāt* (Dār Ibn ʿAffān, 1417 AH), 3:386.

7 -ʿAkyūwī, Ḥafīẓah, *al-Ittijāh al-Ishārī al-Muʿāṣir fī Fiqh al-Ḥadīth al-Nabawī*, 2.

8 -ʿAkyūwī, Ḥafīẓah, *al-Ittijāh al-Ishārī al-Muʿāṣir fī Fiqh al-Ḥadīth al-Nabawī: Badīʿ al-Zamān al-Nūrsī Unmūdhajan*, 1.

9 -ʿAkyūwī, Ḥafīẓah, *al-Ittijāh al-Ishārī al-Muʿāṣir fī Fiqh al-Ḥadīth al-Nabawī*, 2.

10 -ʿAkyūwī, Ḥafīẓah, *al-Ittijāh al-Ishārī al-Muʿāṣir fī Fiqh al-Ḥadīth al-Nabawī: Badīʿ al-Zamān al-Nūrsī Unmūdhajan*, 1.

11 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Beirut: Dār al-Fikr, 1422 AH / 2002), 1:75.

12 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 7:2934.

13 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 7:2942.

تفہیم دراصل تفسیرِ اشاری ہی کا ایک عملی تسلسل ہے، جہاں باطنی حقیقت ہمیشہ شریعت کے ظاہری ضابطے کی تائید و تکمیل کرتی ہے اور ان دونوں کے درمیان کسی تضاد کے بجائے 'نورٌ علیٰ نور' کی کیفیت پیدا ہوتی ہے[14]،[15]۔

مبحث دوم: ملا علی قاریؒ کا منہج اور ظاہر و باطن کا تلازم

ملا علی قاریؒ کے نزدیک "اشاراتِ صحیحہ "کا تصور محض خیالی نکات پر مبنی نہیں ہے، بلکہ ان کے لیے کتاب و سنت کی گواہی اور اصولِ شرعیہ سے موافقت بنیادی شرط ہے۔ آپؒ نے اپنی شرح "مرقاۃ المفاتیح "میں اس منہج کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا ہے، جس کا تحقیقی خلاصہ اور متعلقہ عربی عبارات درج ذیل ہیں:

1۔ اشاراتِ صحیحہ کی تعریف اور مقام

ملا علی قاریؒ کے نزدیک وہ علمی باریکیاں اور باطنی اسرار جو نصوص کے ظاہری مفہوم کے خلاف نہ ہوں اور ان کا ظاہر کے ساتھ علمی ربط ممکن ہو، وہ ایمان کا کمال ہیں۔ آپؒ علامہ تفتازانیؒ کے قول کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نصوص اپنے ظواہر پر ہی رہتے ہیں، تاہم اربابِ سلوک پر جو دقائق منکشف ہوتے ہیں اگر وہ ظواہر کے مطابق ہوں، فرماتے ہیں: فَهُوَ مِنْ كَمَالِ الْإِيمَانِ وَمَحْضِ الْعِرْفَانِ "۔[16]" پس یہ ایمان کے کمال اور خالص معرفت (کا نتیجہ) ہے"۔

2۔ قبولِ اشارہ کے لیے اصولِ شرعیہ کی شرط

ملا علی قاریؒ نے صراحت کی ہے کہ فکر و تدبر کے ذریعے احادیث سے ایسے معنیٰ اخذ کرنا جو مفسرین کرام سے منقول نہ ہوں، اس وقت جائز ہیں جب وہ شریعت کے مسلمہ اصولوں کے موافق ہوں۔ فرماتے ہیں" :بِشَرْطِ مُوَافَقَتِهِ لِلْأُصُولِ الشَّرْعِيَّةِ"[17]۔" اس شرط کے ساتھ کہ وہ (اشارہ) اصولِ شرعیہ کے موافق ہو"۔

3۔ کتاب و سنت کی گواہی (سندِ شرعی)

آپؒ کے نزدیک ہر وہ رائے یا اشارہ مردود ہے جس کی پشت پر کتاب و سنت کی کوئی دلیل یا گواہی موجود نہ ہو، چاہے وہ گواہی صریح ہو یا استنباطی۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ اسلام میں وہی بات معتبر ہے جس کے لیے قرآن و سنت سے کوئی بنیاد ملے فرماتے ہیں:

" لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ سَنَدٌ ظَاهِرٌ أَوْ خَفِيٌّ مَلْفُوظٌ أَوْ مُسْتَنْبَطٌ فَهُوَ مَرْدُودٌ[18] "۔

" (جس رائے کے لیے) کتاب و سنت سے کوئی ظاہر یا مخفی، ملفوظ (منصوص) یا مستنبط سند موجود نہ ہو، تو وہ مردود ہے"۔

4۔ باطل تاویلات کی ممانعت

ملا علی قاریؒ کے نزدیک صحیح اشارات وہی ہیں جو لغتِ عرب اور سیاق و سباق کے مخالف نہ ہوں[19]۔ وہ ان اشارات کو مسترد کرتے ہیں جو نصوص کے ظاہری مفہوم کو سرے سے ختم کر دیں۔ ان کے نزدیک قرآن و سنت کی ہدایت ان معانی میں منحصر ہے جو شریعت کے مجموعی مزاج سے ہم آہنگ ہوں[20]۔

---

14 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 9:3680.
15 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 9:3709.
16 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 2:617.
17 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 9:3834.
18 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 1:219.
19 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 1:255.
20 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3272.

اشارات کے حوالے سے آپ کا تفصیلی منہج اور اسلوب درج ذیل اہم نکات سے واضح ہوتا ہے:

5۔ لغوی جڑوں اور اشتقاق سے اشاری استنباط

ملا علی قاریؒ کا ایک امتیازی منہج یہ ہے کہ وہ حدیث کے کسی لفظ کی لغوی جڑ (Root Word) تلاش کرتے ہیں اور پھر اس سے ایک لطیف اشاری مفہوم کشید کرتے ہیں[21]۔ آپ نے "ادب" کو لغوی طور پر "مأدبة" (دعوتِ طعام / دستر خوان) سے مشتق قرار دیا ہے[22]۔ یہاں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ جس طرح دستر خوان جسمانی لذت کے لیے لوگوں کو جمع کرتا ہے، "ادب" وہ روحانی دستر خوان ہے جو پراگندہ نفوس کو کمالِ معرفت اور خیر پر جمع کرنے کا ذریعہ ہے[23]۔

6۔ ظاہر اور باطن کے درمیان تطبیق (Harmonization)

آپ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ حدیث کے ظاہری مفہوم کو اصل تسلیم کرتے ہوئے اس کے بطن (Inner meaning) سے ایسے اسرار ظاہر کرتے ہیں جو ظاہر کے مخالف نہیں بلکہ اس کے متمم ہوتے ہیں[24]۔ آپ واضح کرتے ہیں کہ شریعت اور حقیقت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اور جو شخص ان دونوں میں فرق کرتا ہے وہ زندیقیت کے قریب ہے[25]۔ آپ کا منہج "جمع الجمع" کا ہے، جہاں سالک ظاہری اسباب کو دیکھتے ہوئے بھی مسبب الاسباب (اللہ) کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے[26]۔

7۔ اخلاق کو "روحانی مقامات" میں بدلنا

ملا علی قاریؒ اخلاقی احادیث کی تشریح کرتے ہوئے انہیں محض معاشرتی ضابطہ اخلاق تک محدود نہیں رکھتے بلکہ انہیں "مقاماتِ سلوک" کے طور پر پیش کرتے ہیں[27]۔ مثلاً "حیاء" کی تشریح میں آپ کا منہج یہ ہے کہ اسے محض شرم نہیں بلکہ "علمِ قلب" قرار دیتے ہیں، یعنی اس بات کا پختہ یقین کہ اللہ 'رقیب' ہے اور وہ دیکھ رہا ہے[28]۔ آپ کے نزدیک جب یہ کیفیت پختہ ہوتی ہے تو انسان "مقامِ مشاہدہ" پر فائز ہو جاتا ہے[29]۔

8۔ تمثیلی اور علامتی اسلوب (Metaphorical Style)

آپ اشارات کو سمجھانے کے لیے نہایت دلنشین تمثیلات استعمال کرتے ہیں[30]۔ دنیا اور قلب کے تعلق کو واضح کرنے کے لیے آپ نے "کشتی اور پانی" کی مثال دی ہے[31]۔ اشارہ یہ ہے کہ جب تک پانی (دنیا کی محبت) کشتی (دل) کے باہر ہے، وہ اسے منزل تک پہنچاتی ہے، لیکن اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو اسے غرق کر دیتا ہے[32]۔ اسی طرح مومن کو دوسرے مومن کے لیے "آئینہ" (آئینہ) قرار دینے کی تشریح میں آپ نے ارواح کے باہمی ائتلاف اور کثرت میں وحدت کا عمیق اشارہ بیان کیا ہے[33]۔

21 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 7:2934.
22 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 7:2934.
23 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 7:2934.
24 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 9:3609.
25 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 9:3652.
26 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3314.
27 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3169.
28 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3177.
29 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3177.
30 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3295.
31 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3304.
32 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3304.
33 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3122.

9۔ قلب کی مرکزیت اور تطہیر پر زور:

ملا علی قاریؒ کے منہجِ اشارہ کا محور "قلب" ہے[34]۔ آپ کے نزدیک تمام اعمال کا دارومدار قلب کی نیت اور صفائی پر ہے[35]۔ "مخموم القلب" (صاف دل) کی تشریح میں آپ کا اشارہ اس طرف ہے کہ دل کو اغیار کی محبت سے پاک کر کے اسے اللہ کی تجلیات کا محل بنایا جائے[36]۔ آپ کے نزدیک حقیقی علم وہی ہے جو انسان کو مادی کثافتوں سے نکال کر روحانی لطافتوں کی طرف لے جائے[37]۔

10۔ اکابرِ صوفیہ کے اقوال سے استشہاد

آپ اپنے اشاری مفاہیم کی تائید میں امام غزالیؒ، علامہ طیبیؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور سید عبد القادر جیلانیؒ جیسے اکابر کے اقوال نقل کرتے ہیں[38]۔ اس سے آپ کا اسلوب تحقیقی اور مستند ہو جاتا ہے، جس میں کلامِ نبویؐ کی تفہیم اربابِ حقائق کی روشنی میں کی جاتی ہے[39]۔

مبحث سوم۔ منتخب احادیثِ مبارکہ کے اشاری مفاہیم:

1۔ علمِ وحی کی حیات آفرینی اور "بارانِ رحمت" (زمین کی طہارت کا اشارہ)

حدیثِ مبارکہ " :عَنْ أَبِي مُوسَى – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ» :-مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ، فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ..."

اردو ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مجھے جس ہدایت اور علم کے ساتھ بھیجا ہے، اس کی مثال اس کثیر بارش کی طرح ہے جو کسی زمین پر برسی، پس اس زمین کا ایک ٹکڑا پاکیزہ تھا جس نے پانی قبول کر لیا اور بہت سا سبزہ اور گھاس اگا دی"۔

ظاہری معنیٰ: رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات بارش کی طرح نافع ہیں، اور انسانی قلوب مختلف طبقاتِ زمین کی طرح ہیں؛ بعض قلوب علم کو جذب کر کے نفع پہنچاتے ہیں اور بعض بے فیض رہتے ہیں[40]۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس تمثیل کی گہرائی واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں ہدایت اور علم کو بارش (غیث) سے تشبیہ دینے میں نہایت لطیف اشارہ ہے؛ جس طرح بارش مردہ زمین کو زندگی بخشتی ہے، اسی طرح علمِ نبوی "مردہ قلوب" کو باطنی زندگی عطا کرتا ہے۔ آپؒ کے نزدیک "طائفہ طیبہ" (پاکیزہ زمین) سے اشارہ ان **"کاملین"** کی طرف ہے جن کا باطن معرفت کے انوار سے سرسبز ہو کر نہ صرف خود فیض یاب ہوتا ہے بلکہ دوسروں کے لیے بھی روحانی نفع کا باعث بنتا ہے۔ یہاں ایک عمیق اشارہ یہ بھی ہے کہ جس طرح بادل اور بارش کے درمیان واسطہ ہوتا ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ حق تعالیٰ سے فیض حاصل کر کے خلق تک پہنچانے میں **"سحابِ رحمت"** (رحمت کا بادل) ہیں، اور قلوبِ عباد وہ زمینیں ہیں جن کی استعداد کے مطابق تجلیاتِ الٰہیہ کا ظہور ہوتا ہے[41]۔

2۔ حقیقی قوت اور "نفس کی پہلوانی" کا اشارہ

حدیثِ مبارکہ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رضي الله عنه – قَالَ: قَالَ ﷺ" :**لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ**"۔

اردو ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "طاقتور وہ نہیں جو (کشتی میں) دوسرے کو پچھاڑ دے، بلکہ اصل طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے"۔

---

[34] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3330.
[35] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 7:3041.
[36] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3267.
[37] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3303.
[38] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3303; 7:2934; 9:3609; 8:3169; 8:3304; 8:3303; 8:3330; 9:3600.
[39] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 9:3600.
[40] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 1:233.
[41] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 1:234.

ظاہری معنٰی: نبی کریم ﷺ نے جسمانی پہلوانی کے مقابلے میں اس شخص کو زیادہ قوی قرار دیا ہے جو اپنے جذبات اور غصے کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو[42]۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس تمثیل کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں لفظ "شدید" (طاقتور) کو ظاہری و صوری قوت سے ہٹا کر "باطنی، دینی اور ربانی قوت" کی طرف منتقل کیا گیا ہے۔ آپؒ کے نزدیک اس میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ غصہ دراصل شیطان کی ڈالی ہوئی ایک چنگاری ہے جو انسانی طبیعت میں اشتعال پیدا کرتی ہے، اور جو شخص اس اشتعال کے وقت اپنے نفس کو لگام دے لیتا ہے، وہ درحقیقت اپنے سب سے بڑے باطنی دشمن (نفس) کو شکست دینے والا حقیقی پہلوان ہے۔ یہاں یہ اشارہ بھی مقصود ہے کہ نفس پر یہ غلبہ "قوتِ قدسیہ" کے بغیر ممکن نہیں، اور یہی وہ کمالِ بندگی ہے جو سالک کو "مقامِ رضا" اور اخلاقِ الٰہیہ کے قریب کر دیتا ہے[43]۔

3۔ دنیا کی حقیقت اور "مومن کا قید خانہ" کا اشارہ

حدیثِ مبارکہ: "الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ" -**اردو ترجمہ**" : دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے"۔

ظاہری معنٰی: آخرت میں مومن کے لیے تیار کردہ دائمی آرام اور بے پناہ انعامات کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایک قید خانے کی طرح ہے، جہاں اسے اپنی خواہشات پر پہرا دینا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس کافر کے لیے یہی عارضی لذتیں جنت کے مانند ہیں[44]۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ کے نزدیک یہاں "سجن" (قید خانے) سے مراد محض ظاہری تنگی یا پابندی نہیں ہے بلکہ یہ ایک عمیق باطنی "حجاب" کی طرف اشارہ ہے۔ آپؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جب بھی سالک کا قلب دنیاوی ہوا و ہوس کی زنجیروں سے آزاد ہو کر عالمِ ملکوت کی وسعتوں میں پرواز کرنے اور "جمالِ ازلی" کا مشاہدہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو شیطان نفسِ امارہ کے ذریعے اس کے سامنے رکاوٹیں اور پردے کھڑے کر دیتا ہے۔ یہ باطنی حجاب ہی درحقیقت سب سے تنگ قید خانہ ہے، کیونکہ جب بندہ اپنے محبوب (اللہ) کے مشاہدے سے دور کر دیا جائے تو اسے یہ پوری زمین اپنی تمام تر مادی وسعتوں کے باوجود ایک تنگ کال کوٹھڑی محسوس ہونے لگتی ہے[45]۔

4۔ بصیرتِ ایمانی اور تکرارِ معصیت سے اجتناب (ایک سوراخ سے دوبار ڈسے جانے کا اشارہ)

حدیثِ مبارکہ :عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ" :**لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ**"۔

اردو ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن ایک (ہی) سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا"۔

ظاہری معنٰی: ایک عاقل اور بیدار مغز مومن جب ایک بار کسی جگہ سے دھوکہ کھا لے یا نقصان اٹھا لے، تو وہ دوبارہ اسی راستے یا اسی شخص سے دھوکہ نہیں کھاتا، بلکہ احتیاط اور دور اندیشی اختیار کرتا ہے۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس تمثیل کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہاں مومن سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی عقل اور ایمان میں "کامل" ہو۔ آپؒ علامہ خطابیؒ کے حوالے سے ایک نہایت عمیق اشارہ نقل کرتے ہیں کہ اس نبوی تنبیہ کا اصل تعلق محض دنیاوی معاملات کے دھوکے سے نہیں، بلکہ "امرِ آخرت" اور "باطنی غفلت" سے ہے۔ اشارہ یہ ہے کہ سچا مومن وہ ہے جو گناہ اور معصیت کی جس راہ سے ایک بار روحانی ٹھوکر کھا جائے، وہ سچی توبہ اور انابت کے ذریعے اس "سوراخ" (سببِ معصیت) کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیتا ہے۔ وہ اپنے نفس کے مکر اور شیطان کے وسوسوں سے اتنا بیدار رہتا ہے کہ اسے ایک ہی حربے یا ایک ہی شہوت کے ذریعے دوبارہ ایمان کے نقصان میں مبتلا نہیں کیا جا سکتا۔ آپؒ کے نزدیک یہ کلامِ نبوی دراصل سالک کو "حزم" (احتیاط) اور "بیداریِ باطن" کا درس دیتا ہے تاکہ وہ دنیا و آخرت کے کسی بھی معاملے میں "اہلِ غفلت" کی طرح خسارے کی تکرار نہ کرے[46]۔

[42] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3187.
[43] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3188.
[44] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3226.
[45] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3227.
[46] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3161.

5۔ حقیقتِ توحید اور "شہادت کی انگلی" کا اشارہ

حدیثِ مبارکہ: عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ" :**لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ** " (يَعْنِي السَّبَّابَةَ) -**اردو ترجمہ**: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (تشہد میں اشارہ کرنے والی انگلی کے بارے میں) فرمایا: "یقیناً یہ (شہادت کی انگلی) شیطان پر لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے"۔

ظاہری معنٰی: نماز میں تشہد کے دوران شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا شیطان کو تکلیف پہنچانے اور اسے بھگانے کا ایک جسمانی و شرعی ذریعہ ہے۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس تمثیل کی عمیق شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں "انگلی" سے مراد دراصل "اثباتِ توحید" کا وہ روحانی عمل ہے جو نماز کے دوران انجام دیا جاتا ہے۔ آپؒ کے نزدیک یہاں ایک نہایت لطیف اشارہ یہ ہے کہ شیطان چونکہ ایک ناری اور باطنی مخلوق ہے، اس لیے وہ مادی ہتھیاروں یا "لوہے" کی ضرب سے اتنا متاثر نہیں ہوتا جتنا بندے کے اخلاص اور "توحید" کے اقرار سے مغلوب ہوتا ہے۔ شہادت کی انگلی اٹھانا درحقیقت اس باطنی تلوار کی طرح ہے جو شیطان کے اس طمع اور لالچ کو کاٹ دیتی ہے جس کے ذریعے وہ بندے کو شرک یا غفلت کے اندھیروں میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ اس اشارے کا مقصود یہ بتانا ہے کہ مومن کا باطن جب توحید کے نور سے منور ہو کر ظاہر میں حرکت کرتا ہے، تو وہ شیطان کے لیے کسی بھی مادی سلاح (حتیٰ کہ لوہے) سے زیادہ مہلک اور تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے[47]۔

6۔ سخاوت اور بخل کی حقیقت (جنت اور دوزخ کے درختوں کا اشارہ)

حدیثِ مبارکہ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ" :- **السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ فَمَنْ كَانَ سَخِيًّا أَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتَّى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ فَمَنْ كَانَ شَحِيحًا أَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتَّى يُدْخِلَهُ النَّارَ**"۔

اردو ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سخاوت جنت میں (لگا ہوا) ایک درخت ہے، جو شخص سخی ہو گا وہ اس کی ایک شاخ تھام لے گا، اور وہ شاخ اسے (چھوڑے گی نہیں یہاں تک کہ) جنت میں داخل کر دے گی۔ اور بخل (شُح) آگ میں ایک درخت ہے، پس جو بخیل ہو گا وہ اس کی ایک شاخ تھام لے گا اور وہ شاخ اسے (چھوڑے گی نہیں یہاں تک کہ) آگ میں داخل کر دے گی"۔

ظاہری معنٰی: سخاوت وہ صفت ہے جو انسان کو جنت تک لے جاتی ہے اور بخل وہ برا وصف ہے جو انسان کو جہنم میں دھکیل دیتا ہے۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس تمثیل کی تشریح میں ایک نہایت لطیف اشارہ بیان فرماتے ہیں کہ یہاں "درخت" سے مراد محض ایک مادی پودا نہیں بلکہ اخلاقِ حمیدہ اور اخلاقِ رذیلہ کا وہ "روحانی ربط" ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان قائم ہے۔ آپؒ کے نزدیک اشارہ اس طرف ہے کہ سخاوت کی صفت درحقیقت جنت کی ایک تجلی ہے جس کی جڑیں جنت میں ثابت ہیں اور اس کی شاخیں (آثار) دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جب سالک دنیا میں سخاوت کرتا ہے تو وہ دراصل اس "جنت کی شاخ" کو تھام لیتا ہے جو اپنی باطنی کشش اور صفتِ الٰہیہ کی قوت سے اسے اس کی اصل (جنت) تک پہنچا دیتی ہے۔ اسی طرح بخل (شُح) ایک ناری مادہ ہے جس کا ظہور دنیا میں "حرص و طمع" کی شکل میں ہوتا ہے۔ بخیل شخص جب اس صفت کو اپناتا ہے تو وہ درحقیقت جہنم کے درخت کی شاخ کو پکڑ لیتا ہے جو اسے لامحالہ جہنم کے گڑھے میں گرا کر ہی دم لیتی ہے۔ یہاں سالک کے لیے یہ عمیق اشارہ ہے کہ وہ اپنے اخلاق کو محض عادات نہ سمجھے بلکہ انہیں جنت یا دوزخ سے جوڑنے والی "باطنی زنجیریں" تصور کرے[48]۔

7۔ تصفیۂ قلب اور "آئینۂ روح" کے زنگ کا اشارہ

حدیثِ مبارکہ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ" :- **إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ** "۔

اردو ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں، جس طرح لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے جب اسے پانی پہنچے"۔

---

47 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 2:738.
48 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 4:1332.

ظاہری مفہوم: انسانی دلوں پر کثرتِ غفلت اور گناہوں کی وجہ سے ایک قسم کی کثافت اور میل آجاتا ہے، جس کی مثال لوہے پر پانی لگنے سے پیدا ہونے والے زنگ جیسی ہے۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس تمثیل کی تشریح میں نہایت لطیف اشارہ کشید کرتے ہیں کہ یہاں "قلوب" سے مراد وہ "مصفیٰ آئینے" ہیں جو درحقیقت "علام الغیوب" (اللہ تعالیٰ) کی تجلیات کے مطالعے اور مشاہدے کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں۔ آپؒ کے نزدیک یہاں "زنگ" (صدأ) کا اشارہ اس "**ران**" (باطنی پردے) کی طرف ہے جو گناہوں کے ارتکاب اور غیر اللہ کی محبت میں مشغول ہونے سے قلب کی سطح پر جم جاتا ہے۔ اس تمثیل میں "پانی" کا اشارہ دنیاوی لذتوں اور مادی شہوات میں حد سے زیادہ ڈوبنے کی طرف ہے، جو لوہے (باطن) کی اصلی نورانیت کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس اشارے کا مقصود سالک کو یہ سمجھانا ہے کہ جس طرح لوہے کے زنگ کو دور کرنے کے لیے صقیل (پالش) کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح قلب کے آئینے کو دوبارہ "محلِ ظہورِ حق" بنانے کے لیے ذکرِ موت (جو کہ صامت واعظ ہے) اور تلاوتِ قرآن (جو کہ ناطق واعظ ہے) کی "روحانی صقالت" ناگزیر ہے، تاکہ باطن سے اغیار کا غبار دور ہو سکے[49]۔

8۔ روحانی ثبات اور "میدانِ غفلت کے مجاہد" کا اشارہ

حدیثِ مبارکہ: عَنْ مَالِكٍ ؒ، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ" :**الذَّاكِرُ اللَّهَ فِي الْغَافِلِينَ كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّينَ**"۔

اردو ترجمہ: امام مالکؒ سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "غافلوں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے (میدانِ جنگ سے) بھاگنے والوں کے پیچھے رہ کر تنہا لڑنے والا مجاہد"۔

ظاہری معنیٰ: غفلت کے ماحول (مثلاً بازار یا لہو و لعب کی محافل) میں اللہ کو یاد کرنے والے کا مقام بہت بلند ہے اور اسے اس شخص کی طرح اجر ملتا ہے جو شکست خوردہ لشکر میں ثابت قدم رہ کر دشمن کا مقابلہ کرے۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس تمثیل کی شرح میں نہایت لطیف اشارہ بیان فرماتے ہیں کہ یہاں "ذکر" محض ایک لسانی عمل نہیں بلکہ ایک "عظیم باطنی جنگ" ہے۔ آپؒ کے نزدیک غفلت دراصل روح کا اپنے مرکز (اللہ) سے "فرار" ہونا ہے، جبکہ ذکر اس مرکز کی طرف "رجوع اور ثبات" ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ جس طرح میدانِ جنگ میں بھاگنے والوں کے درمیان لڑنے والا مجاہد پورے لشکر کی معنوی ہزیمت کا کفارہ بن جاتا ہے، اسی طرح غافل لوگوں کے ہجوم میں ایک ذاکر کا وجود اس مقام سے نحوست اور ظلمت کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہاں یہ باریک نکتہ بھی پوشیدہ ہے کہ ایسا ذاکر ایک "روشن چراغ" (مصباح) کی مانند ہے جو اندھیرے گھر میں روشنی پھیلا کر دوسروں کے لیے بھی "مشاہدۂ حق" کی راہ واضح کرتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کو مرنے سے پہلے ہی جنت میں اپنا مقام دکھا دیا جاتا ہے، جو اس کے "باطنی حضور" اور "معنوی حیات" کی طرف ایک قطعی اشارہ ہے[50]۔

9۔ غصے کا علاج اور باطنی عناصر (آگ اور خاک کا اشارہ)

حدیثِ مبارکہ: عَنْ أَبِي ذَرٍّ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ" :**إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ** "۔

اردو ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے، اگر غصہ ختم ہو جائے (تو بہتر) ورنہ اسے چاہیے کہ لیٹ جائے"۔

ظاہری معنیٰ: غصے کی حالت میں اشتعال کو کم کرنے کے لیے جسمانی کیفیت کو تبدیل کرنا چاہیے، کیونکہ کھڑے ہونے کے مقابلے میں بیٹھنے یا لیٹنے سے حرکت اور بطش (حملہ کرنے) کی قوت کم ہو جاتی ہے، جس سے انسان ندامت والے کاموں سے بچ جاتا ہے۔

---

[49] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 4:1487.
[50] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 4:1559.

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ : ملا علی قاریؒ اس نبوی تدبیر کی شرح میں "علاج بالضد" (مخالف صفت سے علاج) کا نہایت عمیق اشارہ بیان فرماتے ہیں۔ آپؒ کے نزدیک غصہ دراصل شیطانی وسوسے سے پیدا ہوتا ہے اور شیطان کی اصل آگ ہے، جس کی خاصیت "خفت" (ہلکا پن) اور "تعلّیہ" (اوپر کی طرف اٹھنا) ہے، اسی لیے غصے میں انسان انتقام کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہاں بیٹھنے اور لیٹنے میں "تواضع" اور "خاکساری" کا لطیف اشارہ ہے، کیونکہ انسان کی اصل "مٹی" (خاک) ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ سالک کو چاہیے کہ وہ غصے کی شیطانی آگ کو اپنی اصل حقیقت یعنی انکساری اور بندگی کی طرف رجوع کر کے ٹھنڈا کرے۔ یہ عمل دراصل نفسانی تکبر کو کچلنے اور شیطان کے ناری عنصر کو انسانیت کے خاکی عنصر سے مغلوب کرنے کی طرف ایک بلیغ اشارہ ہے[51]۔

10۔ ذکر کی حقیقت اور "قلبِ زندہ" کا اشارہ

حدیثِ مبارکہ : عَنْ أَبِي مُوسَىؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ" :- **مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ، وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ** "۔

اردو ترجمہ : حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے رب کا ذکر کرنے والے اور ذکر نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔

ظاہری معنیٰ : اللہ کو یاد کرنے والا شخص معنوی طور پر زندہ ہے اور غافل شخص مردہ کے مانند ہے۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ : ملا علی قاریؒ اس نبوی تمثیل کی گہرائی واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں "حیات" اور "موت" محض تمثیل نہیں بلکہ "باطنی حقیقت" کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح زندہ انسان کا ظاہر حواس سے آراستہ اور باطن ادراک سے منور ہوتا ہے، اسی طرح ذاکر کا ظاہر "نورِ طاعت" سے مزین اور باطن "نورِ معرفت" سے زندہ ہوتا ہے۔ اس میں نہایت لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ مداومتِ ذکر سے روح میں وہ "حیاتِ سرمدی" پیدا ہو جاتی ہے جس کے بعد کبھی فنا نہیں ہے؛ اسی لیے کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔ ملا علی قاریؒ مزید فرماتے ہیں کہ اس سے مراد "قلب" ہے، کیونکہ دل درحقیقت "بیتِ رب" (رب کا گھر) ہے، جو ذکر سے آباد ہو کر انوارِ الٰہیہ کا محل بن جاتا ہے، جبکہ غافل کا دل ویران اور معنوی طور پر مردہ ہے[52]۔

11۔ بصیرتِ ایمانی اور آزمائش (کھیت کی نرم شاخ کا اشارہ)

حدیثِ مبارکہ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺ" :- **مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ، تُفَيِّئُهَا الرِّيَاحُ، تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا أُخْرَى، حَتَّى يَأْتِيَ أَجَلُهُ** "۔

اردو ترجمہ : حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن کی مثال کھیت کی اس نرم شاخ (کونپل) کی طرح ہے جسے ہوائیں جھکاتی رہتی ہیں، کبھی اسے گرا دیتی ہیں اور کبھی اسے کھڑا کر دیتی ہیں، یہاں تک کہ اس کی موت (کا وقت) آ جائے"۔

ظاہری معنیٰ : مومن کی زندگی مصائب، بیماریوں اور آزمائشوں سے عبارت ہے، جو اسے کبھی نڈھال کر دیتی ہیں اور کبھی وہ ان سے سنبھل جاتا ہے؛ یہ سلسلہ اس کی وفات تک جاری رہتا ہے۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ : ملا علی قاریؒ اس نبوی تمثیل کی شرح میں نہایت عمیق اشارہ بیان فرماتے ہیں کہ یہاں "خامہ" (نرم شاخ) سے مراد مومن کی وہ "روحانی لطافت" اور "قلبی انکسار" ہے جو اسے اللہ کے احکام اور اس کی قضا و قدر کے سامنے جھکنے والا بناتی ہے۔ ہواؤں کے جھکانے ("تفیئھا") سے اشارہ ان باطنی واردات اور "قبض و بسط" کی کیفیات کی طرف ہے جو سالک کے قلب پر طاری ہوتی ہیں تاکہ وہ کمالِ بندگی تک پہنچ سکے۔ اشارہ اس حقیقت کی طرف ہے کہ مومن کا دل مادی کثافتوں سے پاک اور دنیا کی محبت سے عاری ہوتا ہے، اسی لیے وہ حوادثِ زمانہ سے

51 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3194.
52 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 4:1541.

متاثر تو ہوتا ہے مگر جڑ سے نہیں اکھڑتا۔ آپؒ کے نزدیک یہ آزمائشیں دراصل مومن کے لیے "علامۂ سعادت" (نیک بختی کی علامت) ہیں، کیونکہ ان کے ذریعے اس کا نفس اللہ کی مرضی (رضا) کے تابع رہتا ہے اور وہ تکبر کی اس سختی سے بچا رہتا ہے جو منافق کا شیوہ ہے[53]۔

12۔ ہدایت واستقامت اور "سیدھے تیر" کا اشارہ

حدیثِ مبارکہ: عَنْ عَلِيٍّ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – قَالَ: «قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :- **قُلِ اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي وَاذْكُرْ بِالْهُدَى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ**«۔

اردو ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "کہو: اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا (درست) رکھ، اور ہدایت مانگتے ہوئے اپنے ذہن میں راستے کی ہدایت کا خیال لا اور استقامت / درستگی مانگتے ہوئے تیر کی سیدھ کا تصور کر"۔

ظاہری معنی: اس حدیث میں دعا کے دوران قلبی حضور اور معانی کے استحضار کے لیے مادی مثالوں (راستہ اور تیر) کا تصور کرنے کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ دعا کے مفہوم میں پختگی پیدا ہو۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس نبوی تمثیل کی تشریح میں نہایت لطیف اشارہ بیان فرماتے ہیں کہ یہاں معقول (روحانی حقیقت) کو محسوس (مادی چیز) کی صورت میں پیش کرنا دراصل "باطنی نقش" کو گہرا کرنے کے لیے ہے۔ ہدایت سے اشارہ اس "جادۂ مستقیم" کی طرف ہے جو افراط و تفریط (کمی یا زیادتی) سے پاک ہو، یعنی سالک کا ہر قدم شریعت کے معتدل راستے پر ہو۔ "سداد" (تیر کی درستگی) سے اشارہ اس باطنی کمال اور قوتِ قدسیہ کی طرف ہے جہاں سالک کی نیت اور عمل بالکل مستقیم ہو کر شیطان کے تمام مکر و فریب کو چیرتے ہوئے براہِ راست "نشانۂ حق" (رضائے الٰہی) پر جا لگیں۔ یہ اشارہ اس حقیقت کی طرف بھی ہے کہ جس طرح نشانہ باز کی نظر صرف نشانے پر ہوتی ہے، سالک کی نظر بھی دورانِ عمل صرف "مقصودِ حقیقی" پر ہونی چاہیے[54]۔

13۔ حقیقتِ صوم اور شیطانی راستوں کی مسدودی (ڈھال کا اشارہ)

حدیثِ مبارکہ" :الصَّوْمُ جُنَّةٌ"۔ **اردو ترجمہ**" :روزہ (آگ اور گناہوں سے) ڈھال ہے"۔

ظاہری مفہوم: روزہ ایک ایسی حفاظتی ڈھال ہے جو انسان کو دنیا میں گناہوں کی ترغیبات سے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے بچاتی ہے۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس تمثیل کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہاں "جُنَّة" (ڈھال) کا لفظ دراصل ایک نہایت عمیق باطنی استعارہ ہے جس میں معقول (روحانی حقیقت) کو محسوس (مادی ڈھال) کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ آپؒ کے نزدیک اس میں اشارہ یہ ہے کہ جو شخص صومِ حقیقی (جس میں پیٹ کے ساتھ ساتھ دل کا بھی روزہ ہو) اختیار کرتا ہے، وہ اپنے قلب پر شیطان کے ورود کے تمام راستوں کو مسدود کر دیتا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں قلب سے شیطانی ظلمت دور ہو جاتی ہے اور سالک **"نورِ غیب"** کے ذریعے صفاتِ باری تعالیٰ کے لطائف اور پوشیدہ خزانوں کا مشاہدہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہاں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ یہ انوار ہی درحقیقت وہ معنوی ڈھال بن جاتے ہیں جو سالک کو تمام باطنی آفات اور شرعی مخالفتوں سے چھپا کر (یعنی محفوظ کر کے) اسے مقامِ قرب تک پہنچا دیتے ہیں[55]۔

14۔ سنتِ نبوی ﷺ کی حفاظت اور "ڈاڑھوں سے پکڑنے" کا اشارہ

حدیثِ مبارکہ: عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" :- **فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ** "۔

اردو ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت** (کی پیروی) لازم ہے، اسے اپنی ڈاڑھوں (دانتوں) سے مضبوطی سے پکڑ لو"۔

---

53 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 3:1130.
54 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 5:1721.
55 -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 1:226.

ظاہری معنٰی: فتنوں اور کثرتِ اختلاف کے دور میں نجات کا واحد راستہ سنتِ نبوی ﷺ اور سنتِ خلفائے راشدین پر انتہائی مضبوطی اور استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہونا ہے[56]۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس نبوی تمثیل کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ ایک "استعارہ تمثیلیہ" ہے، جس میں سنت کی حفاظت کو ڈاڑھوں (دانتوں) سے پکڑنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ آپؒ کے نزدیک اس میں نہایت لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ سالک کو چاہیے کہ وہ اتباعِ سنت کے معاملے میں اپنی تمام تر ظاہری و باطنی قوتوں کو اس طرح مجتمع کر لے کہ کوئی بھی فتنہ اسے جادۂ مستقیم سے نہ ہٹا سکے۔ یہاں "ڈاڑھوں سے پکڑنے" کا اشاری مفہوم یہ ہے کہ سالک اپنے "نفس کو شریعت کی لگام "(لجام الشریعہ) دے دے تاکہ باطن سے اغیار کی محبت کے وسوسے دور ہو جائیں۔ آپؒ مزید اشارہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ سنت کی اس طرح حفاظت کرتا ہے تو اس کے قلب کے آئینے پر "حقائقِ حقیقت" کی تجلی ہوتی ہے اور اس کا باطن معرفت کے انوار سے صیقل (پالش) ہو کر کمالِ بندگی کے مقام تک پہنچ جاتا ہے[57]۔

15۔ حقیقتِ زہد اور کشتی و پانی کی تمثیل ("قصرِ امل" کا اشارہ)

(عربی نص) :عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - قَالَ": لَيْسَ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا بِلُبْسِ الْغَلِيظِ وَأَكْلِ الْخَشِبِ، إِنَّمَا الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا قِصَرُ الْأَمَلِ"۔

اردو ترجمہ: حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: "دنیا میں زہد (بے رغبتی) کا مطلب موٹا کپڑا پہننا یا روکھا سوکھا کھانا نہیں ہے، بلکہ دنیا میں زہد درحقیقت امیدوں کو کم (محدود) کرنے کا نام ہے"۔

ظاہری معنٰی: زہد کا تعلق ظاہری لباس یا خوراک کی سختی سے نہیں ہے، بلکہ اس کا اصل مدار دل سے طویل امیدوں اور دنیاوی منصوبوں کے خاتمے پر ہے تاکہ انسان آخرت کی تیاری میں مگن رہے[58]۔

ملا علی قاریؒ کا حدیثی اشارہ: ملا علی قاریؒ اس قول کی شرح میں ایک نہایت عمیق اشارہ بیان کرتے ہیں کہ زہدِ حقیقی ایک "حالِ قلبی" ہے جس کا تعلق نفس کے عُزوف (کنارہ کشی) سے ہے۔ آپؒ یہاں دنیا کو سمندر اور مومن کے قلب کو ایک کشتی سے تشبیہ دیتے ہوئے اشارہ کرتے ہیں کہ جب تک پانی (دنیا کی محبت اور طویل امیدیں) کشتی کے باہر رہتا ہے، وہ اسے منزلِ مقصود تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے، لیکن اگر وہی پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے (یعنی دل میں سما جائے) تو وہ اسے غرق کر دیتا ہے[59]۔ آپؒ کے نزدیک "قصرِ امل" کا اشارہ قلب کو "ماسوی اللہ" سے خالی رکھنے کی طرف ہے تاکہ ایمان کی کشتی مادی کثافتوں کے بوجھ سے ڈوبنے نہ پائے بلکہ انوارِ الٰہیہ کے مشاہدے تک بخیر و عافیت پہنچ سکے[60]۔

مبحث چہارم: نتائجِ تحقیق (RESULTS)

اس مطالعے کے نتیجے میں درج ذیل علمی و فکری نکات سامنے آئے ہیں:

ہمہ گیر اشاری اسلوب: ملا علی قاریؒ کا اشاری منہج پوری کتاب کے تمام ابواب (ایمانیات، عبادات، معاملات اور فتن) پر محیط ہے، جو کلامِ نبوی ﷺ کی معنوی آفاقیت کا ثبوت ہے۔

متنوع مناہجِ استنباط: شارح نے اشارات اخذ کرنے کے لیے لغوی اشتقاق، تمثیلی علامات (Metaphors) اور باطنی مناسبتوں کے ذریعے حدیث کے پوشیدہ معانی کو منکشف کیا ہے۔

شرعی ضوابط کی پابندی: تحقیق سے یہ کلیدی نکتہ واضح ہوا کہ ملا علی قاریؒ کے نزدیک معتبر اشارات وہی ہیں جو قرآن و سنت کے بنیادی اصولوں کے موافق ہوں؛ آپؒ ہر اس باطنی تعبیر کو مسترد کرتے ہیں جس کی پشت پر کوئی شرعی سند یا نص موجود نہ ہو۔

---

[56] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 1:249.
[57] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 1:250.
[58] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3303.
[59] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3304.
[60] -Al-Qārī, ʿAlī bin Sulṭān Muḥammad, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, 8:3304.

تمثیل سے حقیقت کا سفر: شارح مادی اشیاء (مثلاً بارش، آئینہ، سوراخ، اور تیر) کو باطنی کیفیات اور بصیرتِ ایمانی کی علامت کے طور پر پیش کرتے ہیں تاکہ معقول حقائق کو محسوس مثالوں سے سمجھایا جا سکے۔

وحدتِ شریعت و حقیقت: یہ اشاری مفاہیم ظاہری احکام کی روح اور ان کی غایت کو متعین کرتے ہیں، جس سے شریعت کے ظاہری ضوابط اور حقیقت کے باطنی جوہر کا نامیاتی ربط سامنے آتا ہے۔

عملی تصوف: ملا علی قاریؒ نے حدیثی اشارات کے ذریعے تصوف کو ایک عملی نظامِ زندگی کے طور پر پیش کیا ہے، جو انسان کو مادی کثافتوں سے نکال کر "مقاماتِ سلوک" تک پہنچاتا ہے۔

فکری متبادل کی فراہمی: یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ ملا علی قاریؒ کا اشاری منہج دورِ حاضر کے خشک عقلی رجحانات اور مادہ پرستی کے چیلنجز کا ایک مؤثر روحانی و وجدانی متبادل فراہم کرتا ہے، جو انسانی روح کو دوبارہ اپنے اصل مرکز سے جوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

تجاویز و سفارشات (RECOMMENDATIONS)

اس علمی کاوش کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

نصابی اصلاحات: جامعات اور دینی مدارس کے شعبہ حدیث میں 'مرقاۃ المفاتیح' کے اشاری پہلوؤں کو شاملِ نصاب کیا جائے تاکہ طلبہ میں حدیث کی صرف فقہی نہیں بلکہ روحانی تفہیم بھی پیدا ہو۔

اشاری لغت کی تدوین: ملا علی قاریؒ کے منہجِ استنباط کی روشنی میں احادیث کے کلیدی الفاظ پر مشتمل ایک ایسی "اشاری لغت" مرتب کی جائے جو جدید دور کے فکری مسائل کا باطنی حل پیش کر سکے۔

بین العلومی مطالعہ (Interdisciplinary Study): حدیثی اشارات کو جدید نفسیات (Psychology) اور عمرانیات (Sociology) کے تناظر میں پیش کیا جائے تاکہ 'تزکیہ نفس' کے نبوی ماڈل سے معاشرتی بگاڑ کا علاج کیا جا سکے۔"

تراجم و ابلاغ: 'مرقاۃ' میں موجود ان قیمتی باطنی اسرار کو عصرِ حاضر کی زبانوں (اردو اور انگریزی) میں عام فہم انداز میں منتقل کیا جائے تاکہ یہ علمی خزانہ صرف علماء تک محدود نہ رہے۔

خاتمہ (CONCLUSION)

زیرِ نظر مطالعہ اس حقیقت کو راسخ کرتا ہے کہ کلامِ نبوی ﷺ اپنی معنوی وسعت میں رہتی دنیا تک کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ ملا علی قاریؒ نے 'مرقاۃ المفاتیح' میں جس بصیرت اور فنی مہارت کے ساتھ 'مشکاۃ المصابیح' کے متون سے اشاری و باطنی جواہر برآمد کیے ہیں، وہ علمِ حدیث کی تاریخ کا ایک روشن اور منفرد باب ہے۔

یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ حدیث کا ہر لفظ اپنے اندر ایک آفاقی پیغام اور نورانی بصیرت رکھتا ہے، جو انسان کو محض "ظاہر سے باطن" اور "صورت سے حقیقت" کی طرف مائل نہیں کرتا، بلکہ عمل کی ایک نئی جہت متعارف کرواتا ہے۔ یہاں یہ نکتہ کلیدی اہمیت کا حامل ہے کہ شریعت کے ظاہری ضوابط کی پابندی ہی دراصل وہ صراطِ مستقیم ہے جو حقیقت کے مشاہدے پر ختم ہوتی ہے؛ لہٰذا اشاری مفاہیم ظاہری احکام کا بدل نہیں بلکہ ان کی روح اور غایت ہیں۔

زیرِ نظر مطالعہ اس ضرورت پر زور دیتا ہے کہ کلامِ نبوی ﷺ کے ان اسرار کی بازیافت ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو علمِ حدیث کو محض ایک خشک قانونی فن کے بجائے ایک زندہ اور متحرک روحانی تجربہ بنا سکتی ہے۔ عصرِ حاضر کے مادی دور میں، جہاں انسان فکری انتشار اور روحانی پیاس کا شکار ہے، ان اشاری مفاہیم کی علمی تفہیم نہ صرف وقت کی ضرورت ہے بلکہ یہ تزکیہ نفس کے ذریعے ایک صالح اور متوازن معاشرے کی تشکیل کا واحد پائیدار راستہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* ʿAkyūwī, Ḥafīẓah. *al-Ittijāh al-Ishārī al-Muʿāṣir fī Fiqh al-Ḥadīth al-Nabawī*. 2 vols. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2015.
* ʿAkyūwī, Ḥafīẓah. *al-Ittijāh al-Ishārī al-Muʿāṣir fī Fiqh al-Ḥadīth al-Nabawī: Badīʿ al-Zamān al-Nūrsī Unmūdhajan*. 1 vol. Beirut: Dār al-Fikr, 2016.
* Al-Dhahabī, Muḥammad Ḥusayn. *al-Tafsīr wa-al-Mufassirūn*. Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2012.
* Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Muḥammad ibn Abī Bakr. *al-Tibyān fī Aqsām al-Qurʾān*. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 2005.
* Al-Jurjānī, al-Sayyid al-Sharīf ʿAlī ibn Muḥammad. *al-Taʿrīfāt*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1983.
* Al-Kaffawī, Abū al-Baqāʾ Ayyūb ibn Mūsā al-Ḥanafī. *al-Kulliyyāt: Muʿjam fī al-Muṣṭalaḥāt wa-al-Furūq al-Lughawiyyah*. Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 2000.
* Al-Qārī, ʿAlī ibn Sulṭān Muḥammad. *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*. 9 vols. Beirut: Dār al-Fikr, 1422 AH / 2002.
* Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā. *al-Muwāfaqāt*. Beirut: Dār Ibn ʿAffān, 1417 AH.
* Al-Zarqānī, Muḥammad ʿAbd al-ʿAẓīm. *Manāhil al-ʿIrfān fī ʿUlūm al-Qurʾān*. Cairo: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2010.